نبیٔ اکرمؐ کا خطبۂ رمضان المبارک
اور
اس کے ادبی محاسن

جناب محمد محسن ٹونکی صاحب

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ:

ترجمہ: سلمان فارسی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ شعبان کی آخری تاریخ کو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جس میں فرمایا:

۱۔ يَا اَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ

ترجمہ: اے لوگو۔ ایک بڑی عظمت والا، اور بڑی برکت والا مہینہ تم پر سایہ فگن ہو گیا ہے۔

۲۔ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ

ترجمہ: وہ ایسا مہینہ ہے جس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

۳۔ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزوں کو فرض قرار دیا ہے۔ اور اس کی راتوں کے قیام کو نفل قرار دیا ہے۔ (یعنی تراویح فرض نہیں ہے، بلکہ سنت ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے)۔

۴۔ مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى

فَرِيضَةً فِي مَا سِوَاهُ -

ترجمہ: جو شخص اس مہینے میں کوئی نیک کام اپنے دل کی خوشی سے بطور خود کرے گا تو وہ ایسا ہوگا جیسے کہ رمضان کے سوا اور مہینوں میں فرض ادا کیا ہو۔

۵ـــ وَمَنْ اَدّٰی فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِي مَا سِوَاهُ -

ترجمہ: اور جو اس مہینے میں فرض ادا کرے گا تو ایسا ہوگا جیسے کہ رمضان کے سوا دوسرے مہینے میں کسی نے ستر فرض ادا کیے۔

۶ـــ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ -

ترجمہ: اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔

۷ـــ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ -

ترجمہ: اور یہ مہینہ سوسائٹی کے غرباء اور فقراء کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے۔

صبر کا مہینہ ہونے سے مُراد یہ ہے کہ روزوں کے ذریعے مومن کو خدا کی راہ میں جمنے اور خواہشات پر قابو پانے یعنی استقلال و استقامت کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس سے اطاعتِ الٰہی کا جذبہ فروغ پاتا ہے۔ اس سے اس بات کی مشق ہوتی ہے کہ موقع پڑنے پر وہ اپنے جذبات و خواہشات اور بھوک پیاس پر کتنا قابو رکھ سکتا ہے۔ مومن کی مثال میدانِ جنگ کے سپاہی کی سی ہے جسے طوعاً و کرہاً شیطانی طاقتوں اور نفسانی خواہشوں سے لڑنا ہے۔ اگر اس کے اندر صبر کی صفت نہ ہو تو حملہ کی ابتدا ہی میں وہ ہتھیار ڈال دے گا۔

اور "ہمدردی کا مہینہ" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ روزہ دار جو اہلِ استطاعت ہیں، ان کو چاہیے کہ بستی کے حاجت مندوں کو خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے انعام میں شریک کریں اور ان کی سحری اور افطاری کا انتظام کریں۔

۸ـــ وَشَهْرٌ يُزَادُ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ فِيهِ -

ترجمہ: اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔

۹۔ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ: اس مہینہ کا اوّل عشرہ اللہ کی رحمت، درمیانی عشرہ مغفرت اور آخری عشرہ آگ سے آزادی ہے۔

۱۰۔ وَشَهْرٌ مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ: اس ماہ مبارک میں کسی روزہ دار کی روزہ کشائی گناہوں کی بخشش اور آگ سے گردن خلاصی کا سبب بن جاتی ہے۔

۱۱۔ وَمَنْ أَسْقَى صَائِمًا سَقَاهُ اللهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔

ترجمہ: اور کسی روزہ دار کی پیاس بجھانے کا اجر و ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن، میرے حوض سے ایسا پانی پلائیں گے کہ اس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

۱۲۔ وَشَهْرٌ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ: اور جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام یا مزدور کے کام میں تخفیف کر دے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی بخشش فرماتے ہیں اور آگ سے آزاد کر دیتے ہیں۔

ادبی محاسن

۱۔ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ۔ شَهْرٌ مُبَارَكٌ۔

ماہِ مبارک کی اہمیت کو ظاہر کرنے والا نہایت مؤثر اور پُرزور جملہ ہے۔ زورِ بیان سے معمور ہے۔ قَدْ أَظَلَّ میں لفظِ (قَدْ) نے یقینِ تام پیدا کر دیا ہے۔ پورے یقین سے سامنے کہا جا رہا ہے کہ ماہِ مبارک سایہ انداز ہو چکا ہے۔ اس کے ورود و مسعود میں کوئی اشتباہ

باقی نہیں ہے۔

فعل اَظَلَّ پر غور کیجیے۔ اس کا ماخذ ظِلّ ہے بمعنی سایہ۔ اِس جملہ میں (شَهْرٌ) کو (شَجَرٌ) سے استعارہ کیا گیا ہے اور اس کے لیے اَظَلّ کا فعل بجائے خود قرینہ ہے۔ یعنی یہ ماہِ مبارک تمہارے لیے سایۂ شجر کی طرح سکون بخش اور حرارت رُبا ہے بشرطیکہ تم گرم جوشی سے اس کا استقبال کرو۔ اور اس کے تقاضوں کو پورا کرو۔

اس جملہ میں استعارہ بالکنایہ کا ادبی گوہر اپنی آب و تاب دکھا رہا ہے۔ شَهْرٌ مستعار لہٗ اور (شجر) مستعار منہ ہے۔ جملہ میں شجر کا لفظ موجود نہیں ہے، مگر اس کی صفت یعنی سایہ یا سایہ فگنی ضرور موجود ہے جو شجر کے لیے قرینہ ہے۔ استعارہ بالکنایہ کی تعریف یہی ہے کہ اُس میں مستعار منہ مذکور نہیں ہوتا۔ بلکہ اُس کی کوئی صفت مذکور ہوتی ہے جو اس کے لیے قرینہ بنتی ہے۔ مستعار لہٗ اور مستعار منہ کے مابین وصفِ مشترک کو وجہِ جامع کہتے ہیں۔ دیکھیے وجہِ جامع میں کیسی کامل مطابقت ہے۔ وجہِ جامع کی زیادتی بھی استعارے کی بلاغت کا سبب ہوتی ہے۔ اِس میں ایک سے زائد وجہِ جامع ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ آسودگی، حرارت رُبائی، تروتازگی، فلاح نجات وغیرہ۔

اِسی جملے کے مرکباتِ توصیفی کو دیکھیے اور دونوں مرکبات کا انداز دیکھیے۔

۱۔ شَهْرٌ عَظِيمٌ۔ شَهْرٌ مُبَارَكٌ۔

۲۔ شَهْرٌ عَظِيمٌ مُبَارَكٌ۔

پہلا اندازِ بیان شَهْرٌ کی تکرار کی وجہ سے نہایت پُرزور ہے، مگر دوسرا انداز بالکل سیدھا سادہ ہے۔

۳۔ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔

یہ رمضان المبارک ہی کی امتیازی اور خصوصی صفت ہے۔ اس میں کوئی مہینہ اس کا رقیب نہیں۔

۴۔ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيضَةً......

یہ بھی اسی ماہِ مبارک کا خاصہ ہے۔

۵۔ مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ۔

یہ جملہ تشبیہ کے ادبی حسن سے مزیّن ہے۔ ادبی حسن کا بھی حامل ہے اور وصفِ خاص بھی بیان کرتا ہے۔ یعنی اس ماہِ مبارک کی یہ شان ہے کہ معمولی درجہ کی نیکیاں فرائض کے قائم مقام ہو جاتی ہیں۔ کرمکِ شب چراغ بھی گوہرِ شب چراغ بن جاتا ہے۔ ذرے خورشید تمثال ہو جاتے ہیں۔ اور خزف ریزے لآلی۔ نیکی کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے۔ اُس کا نرخ بالا ہو جاتا ہے۔

جملہ میں "خَصْلَةٌ مِّنَ الْخَيْرِ" کا مرکب مُشبّہ اور "فریضۃ" کا لفظِ مفرد "مُشبّہ بہ" ہے۔ قدر و قیمت کا بڑھ جانا اور نرخ کا بالا ہو جانا" وجہِ شبہ" ہے۔ کَمَنْ حرفِ تشبیہ ہے۔

۶۔ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ۔

اس جملہ میں بھی تشبیہی حسن و جمال ہے۔ "فَرِيْضَةً" مشبّہ اور "سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً" مُشبّہ بہ ہے۔ وجہِ شبہ اور حرفِ تشبیہ وہی ہیں جو اُوپر کے جملہ میں ہیں دیکھیے دونوں جملوں میں مُشبّہ اور مُشبّہ بہ کے درمیان کیسا لفظی اور ترکیبی اختلاف ہے۔

۷۔ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ۔

اِس جملہ کو مزید وضاحت کے طور پر یوں سمجھیے۔

۱۔ شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ الصَّبْرِ یا اسے مقلوب کر کے یوں کہیے۔

۲۔ شَهْرُ الصَّبْرِ شَهْرُ رَمَضَانَ۔

یعنی اس جملہ میں تقلّب یا تصرّف ممکن ہے۔ ہم مشبّہ کو مشبّہ بہ اور مشبّہ بہ کو مشبّہ بنا سکتے ہیں۔ پھر اس جملہ میں وجہِ شبہ اور حرفِ تشبیہ بھی موجود نہیں ہیں۔ یہ تمام باتیں تشبیہ کی بلاغت پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ اس جملہ میں تشبیہ بلیغ ہے جو اقسامِ تشبیہ میں اعلیٰ قسم کی تشبیہ ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ اِس میں صرف مشبّہ اور مشبّہ بہ مذکور ہوتے ہیں اور مشبّہ عینِ مشبّہ بہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اُوپر واضح کیا گیا ہے۔ اِس جملہ میں ضمیر واحد غائب (هُوَ) جس کا مرجع "شَهْرُ رَمَضَانَ" ہے مشبّہ ہے اور "شَهْرُ الصَّبْرِ" کا مرکب اضافی

مشبہ بہ ہے۔ وجہ شبہ متعدد ہیں اور وہ درج ذیل ہیں:۔
صبر و ثبات، ضبط و تحمل، استقلال و استقامت، ایمان و ایقان وغیرہ۔
وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ کے چھوٹے سے جملے پر آپ مزید غور کیجیے۔ اِس میں تشبیہ بلیغ کے علاوہ مزید ادبی حُسن ہے اور وہ وسعتِ معنوی کا حسن ہے۔ کلام کا وسیع المعنٰی ہونا بجائے خود حسنِ کلام، جوہرِ کلام اور زیورِ کلام ہے۔ اَفْصَحُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک مختصر اور وسیع المعنٰی جملہ ارشاد فرما دیا۔ اور یہ کہہ کر ہمارے اسپِ شوق کو بھی مہمیز لگا دی کہ نوافل فرائض کے ہم پایہ ہیں۔ ایک فرض ستر فرائض کے مساوی ہے۔ روزہ دار کی روزہ کشائی اور غلام و مزدور کے کام میں تخفیف گناہوں کی بخشش کا ذریعہ اور آتشِ دوزخ سے رہائی کا سبب ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ اس وسیع المعنٰی جملہ کی معنوی وسعت کو خود سمجھیں اور سمجھائیں۔ اور اپنے مزاج و مذاق اور اپنی فکر و فہم کے بقدر اس کے اجمال کی تفصیل بیان کریں۔ یہ بھی ہمارا ہی فرض ہے کہ خداوندِ قدوس کے ارشاد کے مطابق کہ:

۱۔ وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ (المطففین۔۲۶)

۲۔ سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ (الحدید۔۲۱)

ہم خصوصی طور پر رمضان المبارک میں عبادات کے اندر انتہائی جوش و خروش اور سبقت کا مظاہرہ کریں۔ اِبْتِغَاءَ مَرْضَاتِ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی کوشش میں اگر ہم مرمٹیں تو بہت ہی سستا سودا ہے۔ بقول شاعر:

ع یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقتِ قیام آیا

پھولوں کی سیج کی طرف تو ہم عاجلانہ پیش قدمی دکھاتے ہیں اور جب وادیٔ پُر خار سے گزرنے کا وقت آتا ہے تو بھگوڑے بن جاتے ہیں۔ غور کیجیے کہ سولہ ۱۶ گھنٹے کے طویل اور آتش فشاں ایام میں بھوکا پیاسا رہ کر فرائض و واجبات کی ادائیگی، نوافل کی ادائیگی، صلوٰۃ التسبیح کی ادائیگی، اوراد و وظائف کی ادائیگی، تلاوتِ کلامِ پاک اور سب سے بڑھ کر آخری عشرے کی سخت ریاضت و مشقت، صبر کی صفت کے بغیر ممکن نہیں۔

الغرض اِس جملہ میں تشبیہ بلیغ کے علاوہ معنوی وسعت کا ادبی حسن بھی موجود ہے۔

اِس ادبی حسن کو علمِ معانی کی اصطلاح میں "ایجازِ قصر" کہتے ہیں۔ ایجازِ قصر کی تعریف یہ ہے کہ کلام قلیل الالفاظ اور کثیر المعنیٰ ہو اور اس کا کوئی جز محذوف بھی نہ ہو۔

۷۔ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ۔ یہ ہمدردی، دلسوزی اور غمخواری کا مہینہ ہے۔ اِس جملہ میں بھی وہی ادبی محاسن ہیں جو اُوپر کے جملے میں بیان کیے گئے یعنی "تشبیہ بلیغ" اور "ایجازِ قصر"۔ اور اس میں خصوصی وصف بھی ہے۔

۸۔ وَشَهْرٌ يُزَادُ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ فِيْهِ۔

یہ جملہ بھی ماہ مبارک کا خاصہ بیان کرتا ہے۔ ہم بچشمِ خود رزق کی زیادتی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ مساجد کے گوشے اور گھروں کے نعمت خانے نعمتوں سے بھر جاتے ہیں۔ ہمسایوں کے معصوم بچے افطار کی پلیٹیں لیے تواتر کے ساتھ چلے آتے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا آسمان سے خوانِ نعمت اُتر رہے ہیں۔ نادار سے نادار روزہ دار کا دسترخوان بھی انواع واقسام کی نعمتوں سے بھرا ہوتا ہے۔ ابھی دسترخوان پر صرف سموسے اور پکوڑے ہی رکھے ہوئے تھے کہ چشم زدن میں سامانِ افطار سوا ہوگیا۔ نعمتوں میں طغیانی آگئی۔ وہ دیکھیے نعمتیں دسترخوان کے کناروں سے نکلی جارہی ہیں۔ روزہ داروں کے ساتھ کچھ روزہ خور بھی شریکِ افطار ہیں۔ یہ رزّاقِ مُطلق کا کرمِ خاص ہے کہ روزہ خوری کے باوجود انہیں رزق مل رہا ہے۔ چاند میں روشنی آگئی اور سائرن بھی بج رہا ہے۔ روزہ دار افطار کی مسرت حاصل کر رہے ہیں۔ افطار کی مسرت وہ مخصوص مسرت ہے جو روزہ خوروں کو نصیب نہیں ہوتی۔

الغرض ازدیادِ رزق کے یہ مناظر صرف اِسی ماہ مبارک کے ساتھ مخصوص ہیں، اس کے رخصت ہوتے ہی مساجد کے گوشے اور گھروں کے نعمت خانے اس برکت سے محروم ہوجاتے ہیں۔ اس موقع پر یعنی افطار کے بعد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دعائیہ کلمات کے پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے وہ بیشتر روزہ دار نہیں پڑھتے حالانکہ پڑھنا چاہیے یہ کلمات موزوں ترین اور مختصر ترین ہیں۔ ادبیت کے اعلیٰ معیار پر ہیں۔ اِن کا یہی ادبی حسن وجمال کیا کم ہے کہ ان میں حد درجہ کی بلاغت بھری ہوتی ہے۔ وہ کلمات یہ ہیں:

ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ (باقی صفحہ ۴۸)